یہ قیامت ہے کہ ہر دم زندگی سے رہیے سیر — واسطے میرے جو پوچھو دم بدم ہے کربلا
پرائے یاور کریگا کون جو مین نے کہا — سب کہین گے جب یہ دکھ ہو و د کیون بھولا
باتین ان نے سب یہ اپنے واسطے لی ہین بنا — چاہیے تھا اسکو لڑ مرنا یہ سب ہے اوّلا
طوق دیبڑی سے پڑا اپنک گردن دپاین نشان — ہی تمنو واس سے نہو شاید کسی کو یہ گمان
کربلا کی زمین لڑ مرینگی سی حرمت کہان — گو کہ خاک و خون عزا مین آپ کو منھ پہ ملا

سر کٹے بابا کا زخمی بھی نہ ہو میرا بدن — دین کفن اسکو نہ ظالم پہنون پھرون پیرہن
پانی مین ٹھنڈے پیون اور وہ مرے تشنہ دہن — پھاڑ پونچھا اچھا ہوئین وہ خاک خون مین ہو ملا
مین سوؤن بستر پہ جا کر وہ سوے بر روئے خاک — تن رہے سالم مرا اسکا بدن ہو چاک چاک
مین رہون جیتا سمت از اقربا ہو وہ ہلاک — دیکھ یہ حالت وطن کو جاؤن مین یہ کیا بھلا
چاہیے بھر عمر یہ دل آتش غم سے تپے — رووین آنکھین خون زبان نام نشان تکا جو
مجھ سوا جیتا رہا کوئی نہ سب کے سب کھپے — آسمان نے آسیا کی طرح سے ہم کو دلا

جو بدا تقدیر کا جسکے ہو سو وہ کب پھرے — ڈوبی کشتی جسکی ہو دریاے خون مین کب ترے
کٹ گیا کٹنا تھا جسکا سر دعا مین پرمرے — دل سے گھٹنے کا نہین بھر عمر غم کا پھپھولا
سرگذشت اپنی غرض رو رو کہے تھا عابدین — اسکو تیرے تھے دلاسا کر دبیٹھے وہ لعین
دمبدم اٹھ اٹھ کے کرتی تھی یہ عرض اے شاہ دین — روسیاہی کو ہمارے تو زبان پر اب نہ لا
سب گدا ہین در کے تیرے دو جہان کا تو ہے شاہ — جس طرح جانے ہماری آخرت کو اب تباہ
اسکا پوتا ہے تو جس تک گر عدو لایا نباہ — شیوۂ احسان سے اپنے نہ ہر گز وہ ٹلا

ختم اے سودا کر اب تو یہ کلام جانگداز — ہوویگا کیا جانیے اس امر مین کیا حق کا راز
مختصر بہتر ہے یہ قصہ نہ کر اس کو دراز — اس سخن سے آب ہو آنکھوں کی رہ دل بہ چلا

مرثیۂ حضرت امام

کہتی ہین بانو پیٹ کے سر کو اصغر میرا مر گئے لو
خشک ہوے لب جسدم اس کے دہن اوکے کر گئے لو

جس کارن لاکھ طرح کے دکھ بھر بھر مین مر گئے لو
ہائے ہائے درد واے دریغا گود وہ خالی کر گئے لو

بیٹھ سرہانے شام سے اسکے رکھتی تھی مین صبح تلک
اس خطرے سے شاید گردن تکیے پر سے جاے ڈھلک
یون نہوا سونے مین اس کے میری پلک سے لاگی پلک
ہاے ہاے دردا واے دریغا سو بچا یون مر گئے لو

ایسا بیٹا جاے کہ جسکا حسب نسب ہو یون اظہار
باپ چچا مین اس کے نواسے جو نبیون کا ہے سالار
مان کا اس کی خسر جو ہے سو حوض پہ کوثر کے مختار
ہاے ہاے دردا واے دریغا وہ پیاسا لٹن پہ گئے لو

آٹھ پہر تھا مجکو اس کی فکر شلوکے دھونے کا
چین عجب تھا دل کو میرے ساتھ اسی کے سونے کا
فخر و شرف تھا مجکو اپنے بطن سے اسکے ہونے کا
ہاے ہاے دردا واے دریغا مجھ سر کا افسر گئے لو

کرتا میلا دیکھکے اس کا دل چاہے تھا ردون مین
آب خضر ہاتھ آئے کہین سے تو ململ کر دھوؤن مین
اب جو چاہون لوہو دہن کا پوچھ کے تن سے کھوؤن مین
ہاے ہاے دردا واے دریغا سر کی بھی چادر گئے لو

اسکی تو آرام کی خاطر کیا کیا مین دکھ سہتی تھی
ہر ساعت لوری دینے کو جاگتی راتون رہتی تھی
نیند سے رو کر چونک جو پڑتا تھپک تھپک مین کہتی تھی
ہاے ہاے دردا واے دریغا مان واری تجھپر گئے لو

کیون کر نہ پیٹون منھ سر اپنا ایسا دکھ کم ہوتا ہے
بر مین یون رکھتی تھی اس کو جون تن مین دم ہوتا ہے
جاے صدف کیو کھویا جو کسی کا اس کو بھی غم ہوتا ہے
ہاے ہاے دردا واے دریغا میرا تو گوہر گئے لو

دودھ جو ڈالے تھا وہ کبھو تو مکت منھ ہو ڈستے پران

نظر گذر کے خطرے سے مین صدقہ دیتی تھی اُس آن
ایسی میرے لاڈلے کی اب بات کی کا ند تو او پہچان
ہائے ہائے درد او اوے دریغا لہو لہو کر گئے لو

یاد آوے گا کرتا اُس کا جب کچھ بیٹھ کے سیو دن گی
خاطر مین لا پیاس مین اُس کی گھونٹ لہو کے پیون گی
جلتی رہونگی غم سے لندن اب جب تک مین جیونگی
ہائے ہائے درد او اوے دریغا داغ جگر پر دھر گئے لو

اصغر کو لیجا کر شہ نے لائے ہین یہ کیسا ہیہات
مضغہ سا کچھ گوشت کا ہے نہ پانو ہے نہ ہات
اصغر ہو تو دودھ وہ پیوے لگ کر میری چھاتی سات
ہائے ہائے درد او اوے دریغا کیا جانے کیدھر گئے لو

جینے کو تو جیتی رہون گی جب تک خدا جلاوے گا
لیکن ایسا داغ نہین یہ جو جیتے جی جاوے گا
یہی کہون گی رو رو کر تا جان مری غم کھاوے گا
ہائے ہائے درد او اوے دریغا حیف تو صغر مر گئے لو

چھالو تمھاری عمر کی پیارے کیا جلدی سے گئی ہے ڈھل
عجب طرح کی تھی وہ چھلاوا گئی مرے آرام کو چھل
رد کیا نہین اس باغ مین ایسا جس کو ملا نہ پھول نہ پھل
ہائے ہائے درد او اوے دریغا لو یا لٹنے بے پر گئے لو

شیر کے ناخن ہنک مین ڈالا جینے کو تجھ ہیکل مین لو
موت کی روبہ سے نہ بچا پر آن کے تو اس جنگل مین
کام نہ آیا کوئی جتن اے بچے تیری کلکول مین
ہائے ہائے درد او اوے دریغا جی میرا آخر گئے لو

آہ بھری مین شانہ کرتی ٹوٹا جب تجھ زلف کا بال
بچے کا اب حلق جو چھوٹا مجھ دکھیا کا کیا احوال

کن نے مارا تیر یہ ایسا ٹک تو بول اے میرے لال
ہاے ہاے دردا واے دریغا بحال نکل ادھر گئے لو

بندی تیری خاطر اور دریا مین بہتا تھا نیر
ظلم کہین دیکھا ہے ایسا مانگتے پانی مارا تیر

تیرے بدلے پیاس کے مارے دنیا سے اے بے تقصیر
ہاے ہاے دردا واے دریغا کاش نہ مین مادر گئے لو

قسمت ہی کی سب ہے آبی نے آل محمد کو گھیرا
ورنہ جہان کو جانے کوئی ہے اب جائین بہتیرا

ڈھونڈھنے کو پانی کے پیارے پیاس کے مارے جی تیرا
ہاے ہاے دردا واے دریغا تن سے نکل باہر گئے لو

کن آنکھون دیکھون گی خالی بھرے بھتولے مین گھر کو
کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی دے داغ گئے مجھ مادر کو

منھ سر پیٹ کے اپنا بیٹھی روتی تھی کیا اصغر کو
ہاے ہاے دردا واے دریغا سنتی ہون اکبر گئے لو

دریا دل سب جتنے تھے میرے کس سے کہیے ہاے غضب
موت کی چڑھ کشتی پر ڈوبے بن پانی یان سب کے سب

بیٹون کے جانے کا تھا ہی میرے دل پر رنج و تعب
ہاے ہاے دردا واے دریغا بیٹی کا شوہر گئے لو

مجھ دکھیا بن کون ہوا ہے دست ستم سے یون پامال
کس کے سر پہ فلک نے ایسے ظلم کے تودے دئے ہین ڈال

بیٹون کے غم کی وہ صورت خویش کی شادی کا یہ حال
ہاے ہاے دردا واے دریغا سہرے کے دن سر گئے لو

بیاہ برات ایسا دیکھا ہے آگے کسو نے عالم مین
باپ بنا مرنے کو رن مین بنّی کو بٹھلا ماتم مین

لوگ کٹم نے سب سے کہتے ہین رو رو کے یون باہم مین

ہاے ہاے دردا واے دریغا بنرے پہ کیا کیا ستم ہو

ٹکڑے ٹکڑے تیغ جفا سے بیٹوں کا دیکھوں ہوں بدن
شادی کی داماد کی گویا لوہو سے بھر کر دھری لگن
خاک اور خون کے بیچ وہ ظالم ڈال گئے سامی کا تن
ہاے ہاے دردا واے دریغا سر بنرے پر دھرے گئے ہو

گھوڑے کے اوپر چڑھ بیٹھتے ہی نوشہ نے لی رن کی راہ
جو ساتھی اودھر سے پھرا سو آیا بھرتا آہ پر آہ کو
گھونگھٹ میں سے کوٹ کے چھاتی سن دولہا کا حال بیاہ
ہاے ہاے دردا واے دریغا بولی دولھن گھر لٹ گئے ہو

کس کس کالے نام میں بیٹوں میں مجھے کب آتے ہیں
سوامی لوٹ جیوا سے سب مل لوہو میں غوطے کھاتے ہیں
رن میں دو دیا ایک کسو کے آکر مارے جاتے ہیں
ہاے ہاے دردا واے دریغا میرے گھر کا گھر گئے ہو

مطلب بانو پیٹ کے سر کو پیٹ رہی تھیں اس دستور
گرد کھڑے روتے تھے اُن کے جن و پری کیا حور
انسان یوں کہتے تھے سودا ارض و سما کو کر بے نور
ہاے ہاے دردا واے دریغا دین کا اب آخر گئے ہو

مرثیۂ حضرت امام

سُن لو محبان نندن جنگ کے خون میں سے جاری ہے
جس کو دیکھو شہ کے غم کا تیر جگر میں کاری ہے
پربت سے بھی زیادہ کہیں ہر دل میں یہ دکھ بھاری ہے
پائے کے مانند جو دیکھو بے کل یہ تھی ساری ہے

کون ہے ایسا جس کے سر پہ مٹھی بھر بھی نہیں ہے خاک
ایسا میں دیکھا نہ کسی کو جس کا ہو نہ گریبان چاک